عالمِ اسلام میں جدید رجحانات کا جائزہ

عالمِ اسلام میں عہدِ نبوی کے خاتمے کے ساتھ ہی مختلف رجحانات پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی امارت کے مسئلے کے حوالے سے امت میں سنی ازم، شیعہ ازم اور خوارج جیسے مذہبی و سیاسی رجحانات پیدا ہو گئے تھے۔ پھر فقہی مکاتب کے حوالے سے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور فقہ جعفریہ جیسے رجحانات منظرِ عام پر آ گئے۔ اسی طرح مختلف ادوار میں مذہبی نظریات کے حوالے سے معتزلہ، اشعریہ اور ماتریدیہ مکتبہ فکر بھی سامنے آئے۔ روحانیت کے اعتبار سے صوفی اور غیر صوفی کی تقسیم بھی دیکھنے میں آئی۔ پھر دلائل اور عقل پرستی کے حوالے سے روایت پسندی اور جدیدیت کی مباحث بھی پیدا ہوئیں اور دورِ جدید میں جدت پسندی کے ساتھ ساتھ روایت پسندی کے رجحانات متوازی طور پر موجود ہیں۔ جبکہ ہم عصر دور میں انقلاب پسندی، جہاد، شدت پسندی اور معتدل مزاجی جیسے مختلف رجحانات عالمِ اسلام میں پائے جاتے ہیں۔

۱۔ فقہی مکاتبِ فکر کے تقلید پسند (Legalist Traditionalists)

اس رجحان کے زیرِ اثر مختلف فقہی مکاتبِ فکر کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی قوانین سازی کی جاتی ہے اور تمام نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے متقدمین فقہی اماموں (مالکی، حنفی، شافعی، حنبلی، جعفریہ) کی تعلیمات کی روشنی میں ہی فیصلے کیے جاتے ہیں۔ اس رجحان کے حاملین صرف مخصوص فقہی اماموں کی تعلیمات کی پیروی کو لازم قرار دیتے ہیں۔ جبکہ اسلامی فقہ اور قانون سازی میں اجتہاد یا تنقیدی جائزے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ اس لیے اماموں کی تقلید اس رجحان کا نمایاں پہلو ہے۔ قوانین سازی کے لیے اپنے اپنے مکتبۂ فکر کے اماموں کے مروّج اصولِ فقہ کو ہی اہمیت دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ کسی ناگزیر ضرورت کے پیشِ نظر اگر کسی مخصوص مکتبہ فکر کے امام کی تعلیمات میں عصری مسائل کا حل نہ ملے تو بھی اجتہاد کی بجائے کسی دوسرے مکتبہ فکر کے امام کی تقلید کو ترجیح دیتے ہیں۔

2۔ مذہبی بنیاد پرست (غیر مقلّد) (Theological Puritans)

فقہی (مسلکی) تقلید کے برعکس اس رجحان کے حاملین ابتدائی اسلامی قوانینِ شریعت

جدید رجحانات

پر عمل درآمد پر زور دیتے ہیں اور ابتدائی مذہبی امور میں عقائد کی درستگی پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ یہ اسلامی معاشرے کو بدعات سے پاک کرنے کی تحریک پر عمل اسلامی معاشروں میں تصوف اور صوفیاء کرام کی تعلیمات کو بنیادی اسلامی تعلیمات میں بدعت تصور کرتے ہیں۔ یہ خدا کی صفات کو ویسا ہی تسلیم کرتے ہیں جیسا قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ ان الفاظ کی انسانی تعبیرات اور وضاحتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

مختصراً اس رجحان کے حامل کسی بھی فقہی مسلک کے قوانین کی براہ راست تقلید نہیں کرتے۔ البتہ کچھ معمولی مسائل میں فقہ حنبلی کے نقطۂ نظر کے قدرے قریب ہیں۔ اس رجحان کے حاملین براہ راست قرآن اور سنّت سے راہنمائی پر زور دیتے ہیں۔ البتہ عائلی مسائل خصوصاً خواتین کے حوالے سے قدرے محدود اور سخت نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ جبکہ عصری مسائل کے حل کے لیے قرآن و سنّت کی راہنمائی میں اجتہاد پر زور دیتے ہیں۔ لیکن بنیادی اسلامی عقائد کے حوالے سے دین میں کسی نئی راہ کو سختی سے ناپسند کرتے ہیں۔ سوائے اس کے، کہ اس کے متعلق واضح طور پر قرآن و سنّت سے نص حاصل ہو جائے۔ مزید برآں اس رجحان کے حاملین اسمائے باری تعالیٰ اور صفات باری تعالیٰ کے حوالے سے ویسا ہی اعتقاد رکھتے ہیں، جتنا کہ قرآن و سنّت میں راہنمائی کی گئی ہے۔ یہ لوگ جہاد کو لازم خیال کرتے ہیں (البتہ موجودہ زمانے میں اس کی کیا صورت ہونی چاہیئے اس پر ان لوگوں کو اختلاف ہے) یہ لوگ بدعات اور اوہام پرستی کے سخت خلاف ہیں لہٰذا زیارت قبور صوفیاء یا ان صوفیاء کرام کو وسیلہ جان کر اللہ سے دعائیں کرنا، صوفیاء کرام کے مزاروں پر مقبرے تعمیر کرنا یا عرس کا انعقاد وغیرہ کے سخت خلاف ہیں اس رجحان کے حاملین خود کو سلفی کہلواتے ہیں اور محمد بن عبدالوہاب کی تعلیمات پر کاربند ہیں۔

3۔ جنگجو، گوریلا، جہادی شدت پسند (Militant Extremists)

ہمعصر اسلامی دنیا کا تیسرا اہم رجحان جہادی یا جنگی شدت پسندی ہے۔ جس کے پیشِ نظر بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے آغاز میں مسلم دنیا میں کئی ایک قسم کی کاروائیاں سامنے آئی ہیں۔ اس رجحان کا آغاز ایسے اسلامی ممالک میں جدوجہد آزادی سے شروع ہوا کہ جن میں مختلف مغربی طاقتوں نے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا جو بالآخر سوویت یونین کے خلاف طویل ترین جہاد افغانستان پر منتج ہوا۔

جدید رجحانات

جس نے آگے بڑھ کر مغربی جبر و استعماریت بلکہ امریکی جبر کے خلاف اپنے دائرہ عمل کو وسیع کر دیا۔ (جس کا ایک اہم کردار اسامہ بن لادن تھا۔) جنگی شدت پسندی کے اس رجحان نے خصوصاً اکیسویں صدی کے آغاز میں 9/11 کے واقعہ کے بعد دنیا میں مذہب اسلام کے متعلق اس بحث کو چھیڑ دیا ہے کہ کیا اسلام جنگی جنون اور دہشت گردی کا حامل مذہب ہے۔ جنگی شدت پسندی کے حاملین اس نقطۂ نظر پر یقین رکھتے ہیں کہ دنیا میں اہل اسلام کے ساتھ مختلف جگہوں پر مظالم اور ناانصافی کی جا رہی ہے۔ ان کو سیاسی طور پر کمزور جان کر مغربی طاقتیں ان کا استحصال کر رہی ہیں۔ اس رجحان کے پیچھے کی ایک توجیہہ یہ دی جاتی ہے کہ مغربی اقوام پہلے صلیبی جنگوں اور پھر اسلامی ممالک پر مغربی استعماریت کے بعد بھی مسلمانوں کا اسلامی تشخص ختم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں، لیکن اب ان کا اسلامی تشخص ختم کرنے اور ان کی زمینوں میں موجود قدرتی وسائل پر تسلط حاصل کرنے کے لیے ان کی معیشت، سیاست اور عسکری قوت پر قبضہ کر رہی ہیں۔ جہادی شدت پسندوں کا ایک نقطۂ نظر یہ بھی ہے کہ مغرب دنیا میں تیزی سے پھیلتے ہوئے دین اسلام کی اشاعت کو روکنے کے لیے اسلام مخالف مشنری کارروائیوں کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ اس رجحان کے حاملین ان اہل اسلام یا اسلامی ممالک کو بھی دشمن تصور کرتے ہیں جو ان شدت پسند مسلمانوں کے خلاف مغرب کی مدد کر رہے ہیں۔ یہ لوگ جہاد کا ایک مخصوص نقطۂ نظر رکھتے ہیں جس کی رو سے طاقتور مغربی دشمنوں سے نمٹنے کے لیے گوریلا کارروائیوں اور دہشت گردی کو یہ لوگ جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے (اسامہ بن لادن جیسے) راہنما ایسے فتاویٰ دیتے رہے ہیں کہ جس کی رو سے امریکی حکومت کو ختم کرنے کے لیے ان کے فوجیوں کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو بھی مار دینا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔ اس شدت پسندی کی جدید ترین صورت اسلامی ممالک میں ہی مختلف مخالف سیاسی و مذہبی نظریات کے حامل اہل اسلام سے جنگ کر کے انہیں ہمنوا بنانا یا ختم کر دینا ہے۔ اس کا مقصد قرون اولیٰ کی وسیع اسلامی خلافت کا قیام بتایا جاتا ہے۔ گوریلا کارروائیوں کے ضمن میں "القاعدہ" اور "داعش" جیسی تحریکوں کا نام لیا جاتا ہے۔

4۔ سیاسی اسلام پسند (Political Islamists)

جنگجو شدت پسندوں کے برعکس، سیاسی اسلام پسند اسلامی دنیا میں تبدیلی و ترقی

کے لیے سماجی و سیاسی تبدیلی کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ کم از کم نظریاتی طور پر وہ سیاسی نظریات مثلاً قوم پرستی، کمیونزم اور سیکیولرازم کو مسترد کرتے ہیں۔ مغرب پسندی سے بھی انکار کرتے ہیں۔ سیاسی اسلام پسند مسلم معاشروں میں اسلامی تعلیمات کے فروغ اور اصلاحی پروگراموں کے ذریعے ان برائیوں کا خاتمہ چاہتے ہیں جو غیر مسلم معاشروں سے اختلاط کی وجہ سے مسلم معاشروں میں سرایت کر چکی ہیں۔ اس رجحان کے حاملین پر تشدد کاروائیوں کے برعکس مسلم معاشروں میں فروغ تعلیم کے ذریعے انتہائی نچلے درجے سے اصلاح کا آغاز کرنے پر زور دیتے ہیں۔

سیاسی اسلام پسند خصوصی طور پر معاصر دنیا میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کے تقاضوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ مسلم معاشروں میں اسلامی اقدار کے انحطاط سے پیدا شدہ صورتحال پر ردّ عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ انحطاط مغربی دورِ استعماریت کا نتیجہ ہے۔ ان کی رائے میں آزادی کے بعد بھی جدید اسلامی ریاستوں نے دورِ استعماریت کے خطوط پر ہی نظامِ حکومت استوار کیا ہے، خصوصاً اسلامی قوانین شریعت کے کردار کو محدود کر دیا ہے، جس کے اثرات انتہائی مہلک ثابت ہو رہے ہیں۔

وہ ~~بہ دلیل~~ اپنے نقطۂ نظر کے لیے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن و سنت کی رو سے ریاست کے تمام قوانین میں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لہٰذا اسی کے قوانین کا نفاذ ہونا چاہیئے نہ کہ انسانی قوانین کا۔ اس رجحان کی حامل مصر میں "اخوان المسلمون" اور پاکستان میں "جماعت اسلامی" اہم تحریکیں ہیں۔ ان دونوں تحریکوں کے نقطۂ نظر میں یہ ہم آہنگی پائی جاتی ہے کہ یہ معاشرے میں تبدیلی کے لیے برسرِ اقتدار طاقتوں کو اسلامی تعلیمات سے مربوط کرنے کے خواہاں ہیں۔

5۔ سیکیولر آزادی پسند (Secular Liberals)

اس رجحان کے حاملین اسلام کو صرف انفرادی عقیدے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے دین صرف اللہ اور بندے کا ذاتی معاملہ ہے۔ وہ اسلامی قوانین کے نفاذ اور اس کے لیے اسلامی ریاست کی ضرورت محسوس نہیں کرتے بلکہ صرف انفرادی و ذاتی پرہیزگاری پر زور دیتے ہیں۔ ان کا نقطۂ نظر ہے کہ مذہب کو ریاستی تسلط سے بچانا چاہیئے جبکہ مسلمانوں سمیت تمام افراد کو انفرادی مذہبی آزادی حاصل ہونی چاہیئے۔